مولانا مفتی جمیل احمد نذیری* (پہلی قسط)

ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا دینی مقاصد کے لیے استعمال

ٹی وی اور انٹرنیٹ دور حاضر کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور اہم ذرائع ابلاغ ہیں۔ان کے ذریعہ خیر بھی پھیلایا جاسکتا ہے اور شر بھی، یہ چیزیں جن لوگوں کے ہاتھوں میں ہوں گی، ویسی ہی ترسیل ہوگی۔اصحابِ خیر، خیر پھیلائیں گے، اربابِ شر، شر۔اور اب تک ہو یہ رہا ہے کہ ان سے شر پھیلانے کا کام ہی زیادہ لیا جارہا ہے۔اصحاب خیر وفلاح تو ان سے زیادہ تر دور ہی دور رہے ہیں، اب کچھ دنوں سے یہ فکر پیدا ہوگئی ہے کہ ان سے خیر پھیلانے اور حق کی ترویج واشاعت کا کام لیا جائے، ٹی وی اور انٹرنیٹ کی راہوں سے باطل جو فساد پھیلا رہا ہے اور ایسے لوگوں کو متاثر کررہا ہے جو اپنی معلومات کے لیے ٹی وی وانٹرنیٹ پر انحصار کرتے ہیں، ان کے سامنے کلمۂ حق بھی آجائے اور باطل کی دسیسہ کاریاں بھی واضح ہوجائیں۔دین کی باتیں ان لوگوں تک بھی پہنچ جائیں جن تک کسی اور ذریعہ سے پہنچنا ممکن نہیں۔

یہ فکر کہ ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کو دینی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے، ایک اچھی اور قابل تعریف فکر ہے۔لیکن اسکے ساتھ بڑے نازک سوالات جُڑے ہوئے ہیں۔جن میں سب سے اہم یہ ہے کہ ٹی وی پر جو تصویریں آتی ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

عورتوں، فلموں، عیش وعشرت کے تجارتی اشتہاروں، رقص وسرور، ناچ گانوں کے مناظر اور فحاشی عریانی پر مشتمل تصاویر ومضامین سے بحث نہیں، ان کے حرام ہونے میں کسے شبہ ہوسکتا ہے۔

بات ان دونوں ذرائع ابلاغ کو دینی مقاصد کے لیے استعمال کی ہے، لیکن تصویر اس کے لیے ایک لازمی شے ہے۔ انٹرنیٹ کے لیے تو تصویر لازمی نہیں لیکن ٹیلی ویژن کا تصور تصویر کے بغیر ناممکن ہے۔

(لیکن انٹرنیٹ کے استعمال کے دوران بھی تصویروں اور بے پردہ تصویروں سے اجتناب عملاً ممکن نہیں۔''الفرقان'')

جبکہ تصویر کشی، تصویر کا دیکھنا، دکھانا (۱) رکھنا شریعت میں حرام ہے۔آخر ٹی وی پر دینی پروگرام کیسے آئیں؟ ٹی وی کو دینی مقاصد کے لیے کیسے استعمال کیا جائے؟

جو لوگ کیمرے کے ذریعہ موجودہ زمانہ کی فوٹوگرافی کو جواز کی سند دے چکے ہیں، ان کے لیے کوئی مسئلہ نہیں، جیسے علمائے عرب کی ایک بڑی تعداد۔لیکن ہندوپاک کے مستند اربابِ فقہ وفتویٰ کی غالب اکثریت، اسے ناجائز وحرام کہنے پر متفق ہے۔

---

* مہتمم جامعہ عربیہ عین الاسلام نوادہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

(۱) کسی ایسی چیز جس کو دیکھنا منع نہ ہو، اس کی تصویر دیکھنے کی حرمت پر شاید قرآن وسنت سے کوئی دلیل نہ پیش کی جاسکے۔نصوص میں تصویر بنانے کی حرمت ملتی ہے دیکھنے کی نہیں۔ (''الفرقان'')

ماضی میں جن حضرات نے جواز کی طرف قدم بڑھایا تھا ان میں سے بھی بعض نے تحقیق کے بعد رجوع کر لیا۔(۲)

لہٰذا اس پس منظر میں ٹی وی کی تصویروں کے متعلق پوری تحقیق لازمی چیز ہے۔ٹی وی پر آنے والی تصویروں پر مفصل گفتگو سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ تصویر کی تعریف کیا ہے اور تصویر کسے کہتے ہیں؟

تصویر کسے کہتے ہیں؟

تصویر کے لغوی معنی ہیں ''صورت بنانا''۔کسی شے کی صورت' اس کی وہ خاص ہیئت ہوتی ہے جس کے ذریعہ وہ غیر سے ممتاز ہوجائے۔''تصویر'' میں صورت بنانے کی وہ شکل بھی داخل ہے جسے کسی کی مورت بنانا کہتے ہیں۔کسی بھی چیز کی صورت دو طرح کی ہوتی ہے:(۱) پائدار و مستقل (۲) ناپائدار اور وقتی

پائدار: یعنی جو کسی چیز یا جگہ پر محفوظ و مستقر ہو جائے۔

وقتی: جو محفوظ و پائدار نہ رہ سکے۔

پائدار کو صورت ثابتہ ودائمہ کہتے ہیں۔ناپائدار کو صورت مؤقتہ وغیر دائمہ کہتے ہیں۔صورت ثابتہ ہی درحقیقت تصویر ہے'اور صورت مؤقتہ' عکس' سایہ اور پرچھائیں وغیرہ کو کہتے ہیں:

صورت ثابتہ یعنی تصویر کی دو قسمیں ہیں۔(۱) مجسمہ (۲) غیر مجسمہ

مجسمہ اور غیر مجسمہ کو بعض فقہائے کرام نے ذات ظل اور غیر ذات ظل (سایہ دار اور غیر سایہ دار) سے بھی تعبیر کیا ہے۔(۳)

اس سے معلوم ہوا کہ تصویر خواہ مجسمہ ہو یا غیر مجسمہ' یا بالفاظ دیگر سایہ دار ہو یا غیر سایہ دار' ہر ایک مرئی ہوتی ہے، نظر آتی ہے۔بس فرق یہ ہے کہ تصاویر مجسمہ میں طول' عرض اور عمق پایا جاتا ہے۔اس کے اعضاء کو چھو کر بھی الگ الگ بتایا جاسکتا ہے اور دیکھ کر بھی ممتاز کیا جاسکتا ہے۔مثلاً کوئی مورتی اور بت ہو تو اس کی یہی کیفیت ہوتی۔لیکن کسی کاغذ' کسی کپڑے پر بنی تصویر' جو کہ تصاویر غیر مجسمہ کہلاتی ہیں، ان میں صرف طول اور عرض ہوتا ہے، عمق نہیں ہوتا۔ان کے اعضا کو چھو کر ممتاز نہیں کیا جاسکتا، صرف دیکھ کر ممتاز کیا جاسکتا ہے۔ بہرحال مرئی دونوں ہیں، فرق صرف تمیز باللمس ہونے یا نہ ہونے میں ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تصویر کی کوئی تیسری قسم نہیں ہے کہ جو مرئی نہ ہو، پھر بھی اسے تصویر کہا جائے۔

تصویر کی بس دو ہی قسمیں ہیں' اور دونوں ہی مرئی ہوتی ہیں، نہ کہ غیر مرئی

تصویر کی تفصیل و تقسیم اور تعریف و تشریح میں فقہاء و اہل لغت سب کی اصطلاحات ایک جیسی ہیں۔دونوں کی تعبیر میں کوئی فرق نہیں۔

---

(۲) یعنی حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ اور حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ ان دونوں حضرات کے رجوع کا ذکر' حضرت مولانا محمد مفتی شفیع عثمانیؒ نے اپنی کتاب ''جواہر الفقہ'' حصہ سوم کے ص ۱۷۰،۱۷۱ پر کیا ہے۔مقالہ کا عنوان ہے ''تصویر کے شرعی احکام''

(۳) الموسوعۃ الفقہیۃ ۹۳/۱۲ شائع کردہ وزارت اوقاف وشؤن اسلامیہ کویت۔

عکس اور سایہ:

الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

ان الصورة بالا ضافة الیٰ ماذكرناه من الصور الثابتة . قدتكون صورة مؤقتة كصورة الشئی فی المراة ، وصورة فی الماء والسطوح اللامعةفانها تدوم مادام الشئی مقابلا للسطح، فان انتقل الشیی عن المقابلة انتهت صورته.ومن الصور غير الدائمة ظل الشئی اذاقابل أحد مصادر الضؤ ومنه ماكانوا يستعملونه فی بعض العصورالاسلامية ويسمونه صور الخيال اوصورخيال الظل فانهم كانوايقطعون من الورق يقطعون من الورق صورألا شخاصم يمسكونها بعصی صغيرة ويحركونها امام السراج فتنطبع ظلالها علیٰ شاشة بيضاء يقف خلفها المتفرجون فيرون ماهوفی الحقيقة صورة الصورة. ومن الصوره غيرالدائمه الصورالتليفزيوفيه،فانها تدوم مادام الشريط مستحركا فاذاوقف انتهت الصورة (۴)

’’جن پائداراور مستقل تصویروں کا ہم نے ذکر کیا ان کے علاوہ کچھ غیر پائدار تصویریں بھی ہوتی ہیں جو صورت مؤقتہ کہلاتی ہیں، جیسے کسی چیز کی تصویر کا آئینہ یا پانی یا چمکدار سطح میں آ جانا۔اس لیے کہ وہ تصویر اسی وقت تک رہے گی جب تک وہ چیز سطح کے بالمقابل رہے گی' اور جب وہ چیز مقابل سے ہٹ جائے گی تو تصویر ختم ہو جائے گی۔غیر دائم اور ناپائدار تصاویر میں سے کسی چیز کا سایہ بھی ہے۔جب تک چیز روشنی کی جگہ میں رہے گی،سایہ ہوگا (ہٹ جائے گی سایہ ختم ہو جائے گا) انہی میں سے وہ بھی ہے جسے لوگ بعض اسلامی ادوار میں استعمال کرتے تھے اور اسی کا نام صور الخیال (خیال کی تصویر) یا سایہ کے خیال کی تصویر رکھتے تھے۔اس لیے وہ ورق سے اشخاص کی تصویریں کاٹ لیتے تھے۔پھر اس کو ڈنڈے کے ذریعہ روک لیتے تھے اور چراغ کے سامنے اس کو حرکت دیتے تھے۔تو اس کا سایہ سفید پردہ پر ڈھل جاتا تھا، جس کے پیچھے تماشائی کھڑے ہوتے تھے۔اور وہ چیز دیکھتے تھے جو درحقیقت تصویر کی تصویر تھی۔ناپائدار تصویروں میں سے' ٹی وی کی تصویریں بھی ہیں' اس لیے کہ وہ اس وقت تک رہتی ہیں' جب تک کیسٹ چلتی ہے اور جب کیسٹ رک جاتی ہے تو تصویر بھی ختم ہو جاتی ہے۔‘‘

عبارت مذکورہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ تصویریں' جو کسی چیز یا جگہ پر دائم ومستقر ہوں' وہ عکس' سایہ یا اسی کے قبیل کی چیزیں کہلائیں گی۔اور یہ ہر کوئی جانتا ہے کہ عکس یا سایہ کو حقیقتاً تصویر نہیں کہا جاتا۔اور آج تک کسی نے نہیں کہا۔

عکس اور تصویر کے فرق کو حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ نے یوں بیان فرمایا ہے:

---

(۴) حوالۂ مذکورہ

’’تصویر و عکس دو بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ تصویر کسی چیز کا پائدار اور محفوظ نقش ہوتا ہے، عکس ناپائدار اور وقتی نقش ہوتا ہے۔ اصل کے غائب ہوتے ہی اسی کا عکس بھی غائب ہوجاتا ہے۔‘‘(۵)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ لکھتے ہیں:

عکس کو جس وقت تک مسالہ لگا کر پائدار نہ کرلیا جائے، اس وقت تک وہ عکس ہے۔ اور جب اس کو مسالہ کے ذریعہ پائدار اور قائم کرلیا جائے وہی عکس، عکس کی حدود سے نکل کر تصویر بن جاتا ہے، کیوں کہ عکس، صاحب عکس کا ایک عرض ہے جو اس سے علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آئینہ پانی وغیرہ میں جب تک کہ ذی عکس ان کے مقابل رہتا ہے اس وقت تک عکس باقی رہتا ہے اور جب وہ ان کے محاذات سے ہٹ جائے تو عکس بھی اس کے ساتھ چل دیتا ہے۔

دھوپ میں آدمی کھڑا ہوتا ہے اور اس کا عکس زمین پر پڑتا ہے مگر اس کا وجود آدمی کے تابع ہوتا ہے جس طرف یہ چلتا ہے عکس بھی اس کے ساتھ چلتا ہے۔ زمین کے کسی خاص حصہ پر اس کا قائم اور پائدار ہونا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کسی مسالہ، پالش اور رنگ کے ذریعہ سے اس کی تصویر نہ کھینچ لی جائے۔

حاصل یہ ہے کہ عکس جب تک کہ مسالہ وغیرہ کے ذریعہ سے پائدار نہ کرلیا جائے، اس وقت تک وہ عکس ہے اور جب اس کو کسی طریقہ سے قائم و پائدار کرلیا جائے تو وہی تصویر بن جاتا ہے۔ اور عکس جب تک عکس ہے، نہ شرعاً ہی کوئی حرمت ہے اور نہ کسی قسم کی کراہت۔ خواہ وہ آئینہ، پانی یا کسی اور شفاف چیز پر ہو، یا فوٹو کے شیشہ پر۔ اور جب وہ اپنی حد سے گزر کر تصویر کی صورت اختیار کرے گا، خواہ مسالہ کے ذریعہ سے ہو یا خطوط و نقوش کے ذریعہ سے، اور خواہ یہ فوٹو کے شیشہ پر ہو یا آئینہ وغیرہ شفاف چیزوں پر۔ اس کے سارے احکام وہی ہوں گے جو تصویر کے متعلق ہیں۔

غرض مسالہ لگا کر پائدار کرنے سے پہلے صورت کا عکس فوٹو کے شیشہ پر بھی ایسا ہی حلال اور جائز ہے جیسے آئینہ، پانی وغیرہ میں۔ اور مسالہ لگا کر آئینہ وغیرہ شفاف چیزوں پر بھی عکس کا پائدار لرلینا ایسا ہی حرام و ناجائز ہے جیسا کہ فوٹو کے آئینہ پر۔

آج اگر کوئی مسالہ ایسا ایجاد کیا جائے کہ جب اس کو آئینہ پر لگایا جائے تو اس کے مقابل صورت اسی میں قائم ہوجائے ہوجائے۔ یا کوئی شخص اس صورت کو قلم وغیرہ سے آئینہ پر نقش کردے تو یقیناً اس آئینہ کی صورت کا وہی حکم ہوگا جو تمام تصاویر کا ہے۔‘‘(۶)

تصاویر کی قسمیں:

تصویر بھی کئی طرح کی ہوتی ہیں۔ ذی روح کی تصویر مثلاً کسی انسان یا کسی جانور کی پوری تصویر، کسی انسان یا جانور کی سر سمیت ادھوری تصویر۔ درختوں، پھول، پتوں، ڈالیوں کی تصویر، دریا، پہاڑ، غیر ذی روح مناظرِ فطرت کی تصویر سورج، چاند، ستاروں کی تصویر، عمارتوں، شاہراہوں، باغوں، ہوائی جہاز، کشتی، ٹرین و بس اور گاڑیوں کی تصویر۔ کسی جاندار (انسان یا

(۵) احسن الفتاویٰ ۳۰۲/۸

(۶) آلاتِ جدیدہ کے شرعی احکام۔ص ۱۵۰، ۱۵۱

حیوان) کی بغیر سر، کسی عضو مثلاً ہاتھ، پیر، پیٹ، پیٹھ کی تصویر۔

جن تصاویر کا بنانا اور رکھنا ناجائز ہے، وہ ذی روح کی پورے دھڑ کی تصاویر ہیں۔ یا وہ تصاویر ہیں جو اوپری حصہ کی سر کے ساتھ ہوں۔ حرمت کے مباحث کا تعلق انہی دونوں قسموں کی تصاویر سے ہے۔

کب عکس دیکھنا بھی حرام ہوتا ہے؟

جس طرح کسی نامحرم کو دیکھنا حرام ہے، اسی طرح اس کا عکس دیکھنا بھی حرام ہے۔ خواہ وہ نامحرم مرد ہو یا عورت۔ چنانچہ کتب فتاویٰ میں مصرح ہے کہ جس طرح اجنبی کا چہرہ دیکھنا ناجائز ہے اسی طرح شیشہ یا پانی میں اس کا عکس پڑ رہا ہو تو وہ عکس دیکھنا بھی جائز نہیں ہے۔

ٹی وی پر آنے والی تصاویر:

ٹی وی پر آنے والی تصاویر کی حقیقت کیا ہے؟ وہ واقعۃً اور اصطلاحاً تصاویر ہی ہیں یا عکس ہیں؟ یہ ارباب افتاء کے درمیان ایک اہم اختلافی موضوع ہے۔ اس طرح کی اب تک شائع شدہ جو تحریریں راقم الحروف تک پہنچ سکی ہیں ان کی روشنی میں دونوں طرف کے نقطہ ہائے نظر اور دونوں طرف کے دلائل بالترتیب بیان کیے جاتے ہیں تاکہ غیر جانب داری کے ساتھ کسی نتیجہ تک پہونچنا آسان ہو۔

اب تک ٹی وی کے حرام و ناجائز ہونے پر جو فتاویٰ دیئے گئے ہیں' وہ یہی مان کر دیئے گئے ہیں کہ ٹی وی میں آنے والی تصاویر حقیقۃً اور اصالۃً تصویر ہی ہوتی ہیں اور بعینہ وہی تصویر ہوتی ہیں جن کی احادیث میں حرمت وارد ہوئی ہے۔

یہ چونکہ ایک قدیم اور معروف نقطۂ نظر ہے، اس لئے فی الحال اسے چھوڑ کر، پہلے دوسرا نقطۂ نظر پیش کرتے ہیں اسی کے بعد قدیم اور معروف نقطۂ نظر کے قائلین نے اپنا نقطۂ نظر ثابت کرتے ہوئے دوسرے نقطۂ نظر کا جس طرح رد کیا ہے اسے نقل کریں گے۔

ٹی وی کی تصاویر عکس ہونے کے دلائل:

ٹی وی سے متعلق استفسار کرنے والے بعض حضرات نے ٹی وی کی تصاویر کے عکس ہونے کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے (دیکھئے ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' ۷/۳۹۵،۳۹۶)

(۱) اگر ٹی وی براہ راست ریز (شعاعوں) کے ذریعہ جو کچھ وہاں ہو رہا ہے وہ اسی آن میں ہمیں دکھا رہی ہو، جیسے کبھی حج کے پروگرام نشر ہوتے ہیں جو کچھ وہاں حجاج کرام کرتے ہیں وہ ہم اسی آن میں یہاں دیکھتے ہیں کیا اس وقت ٹی وی دوربین جیسی چیز نہیں ہوتی اور کیا کسی آلہ سے اگر دور کی آواز سننا جائز ہے تو کیا دور کا دیکھنا جائز نہیں؟

(۲) فلم میں ایک خرابی یہ بتائی جاتی تھی کہ اس میں تصویر ہے اور تصویر حرام ہے مگر ویڈیو کیسٹ کی حقیقت یہ ہے کہ ویڈیو کیسٹ میں کسی طرح کی تصویر نہیں چھپتی بلکہ اس کے ذریعہ اسکے سامنے والی چیزوں کی ریز (Rays) شعاعوں کو ٹیپ کر لیا جاتا ہے جس طرح آواز کو ٹیپ کر لیا جاتا ہے۔ ٹیپ ہونے کے باوجود جس طرح آواز کی کوئی صورت نہیں ہوتی بلکہ وہ غیر مرئی ہوتی

ہے اسی طرح ان ریز شعاعوں کی بھی کوئی صورت نہیں ہوتی ،لہٰذا فلمی فیتوں اور ویڈیو کیسٹ میں بڑا فرق ہے۔ فلمی فیتوں میں تو تصویر با قاعدہ نظر آتی ہے ۔جس تصویر کو پردہ پر بڑھا کر دکھایا جاتا ہے ۔مگر ویڈیو کیسٹ مقناطیسی ہوتے ہیں جو مذکورہ ریز کی کرنوں کو جذب کر لیتے ہیں ۔پھر ان جذب شدہ کوٹی وی سے متعلق کیا جاتا ہے ۔توٹی وی ان ریزوں کو تصویر کی صورت میں بدل کر اپنے آئینے میں ظاہر کر دیتی ہے ۔ چونکہ یہ صورت متحرک اور غیر قار ہوتی ہے اسے عام آئینوں کی صورت پر قیاس کیا جاتا ہے ۔جب تک آئینے کے روبرو ہواس میں صورت رہے گی اور ہٹ جانے کی صورت میں ختم ہو جائے گی ۔یوں ہی جب تک ویڈیو کیسٹ کا رابطہ ٹی وی سے رہے گا تصویر نظر آئے گی اور رابطہ منقطع ہوتے ہی تصویر فنا ہو جائے گی ۔

(۳) آئینے اور ٹی وی کے ناپائیدار عکس کو حقیقی معنوں میں تصویر ،تمثال ،مجسمہ ،اسٹیچو وغیرہ کہنا صحیح نہیں ۔اسلئے کہ پائدار ہونے سے پہلے عکس ،ہی ہوتا ہی ہے ۔تصویر نہیں بنتا ۔اور جب اسے کسی طرح سے پائدار کر لیا جائے تو وہی تصویر بن جاتا ہے اب اگر اسی کو ناظرین تصویر کہیں تو یہ مجازاً ہوگا۔

(۴) جب علماء نے بالا تفاق چھوٹی تصویر جیسے بٹن یا انگوٹھی کے نگینے پر تصویر کے استعمال کو جائز کہا ہے مگر یہاں تو ویڈیو میں بالکل تصویر کا وجود ہی نہیں اور کسی طاقتور خوردبین سے بھی نظر نہیں آتا ۔

ٹی وی کی تصاویر کو عکس قرار دینے کے یہ وہ دلائل ہیں جو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے سامنے پیش کر کے ان سے جواب چاہا گیا ہے ۔موصوف کی کتاب ’’آپ کے مسائل اور ان کا حل‘‘ جلد ہفتم ۳۹۵ تا ۳۹۷ میں یہ استفسار مع جواب موجود ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ استفسار کنندہ نے ٹی وی کے متعلق بعض نئے گوشوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے علمی و نظریاتی گفتگو چھیڑی ہے اس کا جواب بھی اسی انداز میں دینے کی ضرورت تھی ۔استفسار کنندہ کے نکات پر ایسی کوئی ٹھوس بات کہنی چاہئے تھی جس سے ان تصاویر کا حقیقۃً واصالۃً تصویر ہونا ثابت ہو ۔لیکن افسوس کہ جواب میں اس پہلو پر کوئی خاص گفتگو نہیں کی گئی ،سارا زور اسی پر ہے کہ ٹی وی آلۂ لہو ولعب ہے ،اس میں رقص وسرور اور ناچ گانوں کے مناظر ہوتے ہیں ،غیر محرم عورتیں عریاں لباس میں پروگرام پیش کرتی ہیں ۔اکثر پروگرام مخرب اخلاق اور فحش ہوتے ہیں ۔ظاہر ہے کہ ان حقائق کا انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ٹی وی کی تصاویر کے حقیقۃً اور اصالۃً تصویر ہونے کے ٹھوس دلائل کی بھی ضرورت تھی اور جواب میں یہی پہلو تشنہ ہے ۔بہر حال موصوف کے جواب کے اصل الفاظ قدیم معروف نقطۂ نظر کے ذیل میں پیش کئے جائیں گے فی الحال برصغیر ہندو پاک کی ایک اہم فقہی شخصیت کے خیالات سنئے :

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم درس ترمذی جلد پنجم ص ۳۵۱ میں تحریر فرماتے ہیں :

’’ٹیلی ویژن پر پیش کئے جانے والے پروگراموں کی تین قسمیں ہیں ۔

(۱) پہلی قسم وہ ہے کہ ٹیلی ویژن پر ایسی چیز دکھائی جائے جو پہلے سے تصویر کی شکل میں موجود ہے ۔اس کو بڑا کر کے ٹی وی کی اسکرین پر دکھایا جا رہا ہے ۔اس کے تصویر ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں ۔اس لئے اس کو دیکھنا حرام ہے اور اس کا وہی حکم ہوگا

جوتصویر کا ہے۔

(۲) دوسری قسم وہ ہے جس میں فلم کا واسطہ درمیان میں نہیں ہوتا بلکہ براہ راست وہ چیز ٹیلی کاسٹ کی جاتی ہے مثلاً ایک آدمی ٹی وی اسٹیشن میں بیٹھا ہوا تقریر کر رہا ہے یا کسی اور جگہ تقریر کر رہا ہے اور ٹی وی کیمرے کے ذریعے براہ راست اس کی تقریر اور اس کی تصویر ٹی وی پر اسکرین پر دکھائی جارہی ہے۔ درمیان میں فلم اور ریکارڈنگ کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس براہ راست دکھائی جانے والی تصویر کو علماء کی ایک بڑی جماعت تصویر ہی قرار دے کر اس کے استعمال کو حرام قرار دیتی ہے لیکن اس کو تصویر قرار دینے میں مجھے تامل ہے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ تصویر وہ ہوتی ہے جس کو کسی چیز پر علیٰ صفۃ الدوام ثابت اور مستقر کر دیا جائے، لہٰذا اگر وہ تصویر علیٰ صفۃ الدوام کسی چیز پر ثابت و مستقر نہیں ہے تو پھر وہ تصویر نہیں ہے بلکہ وہ عکس ہے۔ لہٰذا براہِ راست دکھائی جانے والی تصویر عکس ہے، تصویر نہیں۔ مثلاً کوئی شخص یہاں سے دو میل دور ہے اور اس کے پاس ایک شیشہ ہے اس شیشہ کے ذریعہ وہ یہاں کا منظر دیکھ رہا ہے۔ ظاہر ہے وہ کہ وہ شخص دو میل دور بیٹھ کر شیشے میں یہاں کا عکس دیکھ رہا ہے۔ وہ تصویر نہیں دیکھ رہا ہے اس لیے کہ یہ عکس کسی جگہ پر ثابت اور مستقر علی صفۃ الدوام نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح براہِ راست ٹیلی کاسٹ کرنے کی صورت میں برقی ذرات کے ذریعہ انسان کی صورت کے ذرات منتقل کئے جاتے ہیں، پھر ان کو اسکرین کے ذریعہ دکھایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ تصویر عکس سے زیادہ قریب ہے۔ تصویر کے مقابلے میں۔

(۳) تیسری قسم وہ ہے جو ویڈیو کیسٹ کے ذریعہ دکھائی جاتی ہے، یعنی ایک تقریر اور اسکی تصاویر کے ذرات کو لیکر ویڈیو کیسٹ میں محفوظ کر لیا اور پھر ان ذرات کو اسی ترتیب سے چھوڑا تو پھر وہی منظر اور تصویر نظر آنے لگی۔ میرے نزدیک اسکو بھی تصویر کہنا مشکل ہے۔ اسلئے کہ جو چیز ویڈیو کیسٹ میں محفوظ ہوتی ہے وہ صورت نہیں ہوتی بلکہ وہ برقی ذرات ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ویڈیو کیسٹ کی ریل کو خوردبین بھی لگا کر دیکھا جائے تو اس میں تصویر نظر نہیں آئے گی۔ اس لئے میرا رجحان اس طرف ہے کہ یہ دوسری اور تیسری قسم تصویر کے حکم میں نہیں آتیں۔ لہٰذا اگر کوئی ایسا صحیح پروگرام پیش کیا جارہا ہو جو فی نفسہ جائز ہو اور ان دو ذریعوں میں سے کسی ایک ذریعہ سے پیش کیا جارہا ہو تو اسکو دیکھنا فی نفسہ جائز ہوگا۔ **واللہ سبحانہ اعلم ان کان صواباً فمن اللہ وان کان خطا فمنی ومن الشیطان۔**

حقیقت یہی ہے کہ کیسٹ میں موجود تصاویر براہِ راست کیسٹ میں مرئی نہیں ہوتی بلکہ بذریعہ مشین شیشہ پر اس کا عکس آتا ہے یہ عکس آئینہ اور پانی پر آنے والے عکس کی طرح ہے جب تک صاحب عکس آئینہ کے سامنے موجود ہے عکس باقی ہے اور جب صاحب عکس نہیں تو عکس بھی نہیں۔ اسی طرح جب تک کیسٹ مشین میں ہے اور مشین چل رہی ہے تو عکس ہے ورنہ عکس غائب۔

ٹی وی کی تصویر کے واقعتاً تصویر ہونے کے دلائل:

جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے کہ یہی قدیم اور معروف نقطۂ نظر ہے چنانچہ جن کتب فتاویٰ میں ٹی وی کو ناجائز وحرام بتایا

گیا، اس کی ایک اہم اور بڑی بلکہ سب سے بڑی وجہ اس میں تصویروں کا ہونا ہے اور وہ حضرات ان تصویروں کو حقیقی اصطلاحی تصویریں قرار دیتے ہیں۔

مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ لکھتے ہیں:

''ویڈیو کیسٹ: یہ اپنی فتنہ سامانی میں ٹی وی سے بھی دو گام آگے ہے اس میں تو ہوتی ہی محفوظ تصویر ہے۔ بعض لوگ یہاں بھی وہی تقریر شروع کر دیتے ہیں کہ اس کی تصویر بھی پانی یا آئینہ میں دکھنے والے عکس جیسی ہے حالانکہ کوئی عقل کا کوا بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ تصویر و عکس دو بالکل متضاد چیزیں ہیں ،تصویر کسی چیز کا پائدار اور محفوظ نقش ہوتا ہے، عکس ناپائدار اور وقتی نقش ہوتا ہے اصل کے غائب ہوتے ہی اس کا عکس بھی غائب ہو جاتا ہے۔''

ویڈیو کے فیتے میں تصویر محفوظ ہوتی ہے جب چاہیں جتنی بار چاہیں ٹی وی کی اسکرین پر اس کا نظارہ کرلیں اور یہ تصویر تابع اصل نہیں بلکہ اس سے بالکل لاتعلق اور بے نیاز ہے۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو مر کھپ گئے، دنیا میں ان کا نام و نشان نہیں ،مگر ان کی متحرک تصویریں ویڈیو کیسٹ میں محفوظ ہیں۔ ایسی تصویر کو کوئی پاگل بھی عکس نہیں کہتا۔ صرف اتنی سی بات کو لے کر کہ ویڈیو کے فیتے میں ہمیں تصویر نظر نہیں آتی، تصویر کے وجود کا انکار کر دینا کھلا مغالطہ ہے۔

اگر یہ منطق تسلیم کر لی جائے کہ فیتے میں تصویر محفوظ نہیں بلکہ معدوم ہے اور ویڈیو کیسٹ میں محفوظ نقوش ٹی وی اسکرین پر جا کر تصویر بنا دیتے ہیں تو اس لا حاصل تقریر سے اصل حکم پر کیا اثر پڑا؟ تصویر محفوظ ماننے کی تقریر پر ٹی وی صرف تصویر نمائی کا ایک آلہ تھا۔ اب تصویر سازی کا آلہ بھی قرار پایا کہ صرف تصویر دکھاتا ہی نہیں بناتا بھی ہے۔ اب تو اس کی قباحت دو چند ہوگی، یک نہ شد دو شد۔''(۷)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی تحریر کرتے ہیں:

''ٹی وی اور ویڈیو کا کیمرہ جو تصویر لیتا ہے وہ اگرچہ غیر مرئی ہیں لیکن تصویر بہر حال محفوظ ہے اور اس کو ٹی وی پر دیکھا اور دکھایا جا سکتا تھا۔ اس کو تصویر کے حکم سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہاتھ سے تصویر بنانے کے فرسودہ نظام کے بجائے سائنسی ترقی میں تصویر سازی کا ایک دقیق طریقہ ایجاد کر لیا گیا ہے۔ لیکن جب شارع نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے تو تصویر سازی کا طریقہ خواہ کیسا ہی ایجاد کر لیا جائے تصویر تو حرام ہی رہے گی۔'' (۸)

---

(۷) احسن الفتاویٰ ۸/۳۰۲

(۸) ''آپ کے مسائل اور انکا حل''۷/۳۹۷

دلائل کا تجزیہ:

ٹی وی کی تصویروں کو عکس قرار دینے والے اور ٹی وی کو با قاعدہ تصویر اور فوٹو قرار دینے والے دونوں ہی طرح کے حضرات کے نقطۂ نظر اور دلائل سامنے آ چکے۔ اب ان دلائل کے تجزیے کی ضرورت ہے۔

جو حضرات ان کو عکس قرار دیتے ہیں ان کے دلائل کا خلاصہ و تجزیہ یوں کیا جا سکتا ہے:

(۱) ٹی وی کی مشین یا ویڈیو کیسٹ میں سرے سے کوئی تصویر ہوتی ہی نہیں۔ کوئی حساس سے حساس اور طاقتور سے طاقتور خوردبین سے بھی دیکھے تو بھی چھوٹی سے چھوٹی تصویر بھی نظر نہیں آ سکتی۔

(۲) گویا ٹی وی مشین اور ویڈیو کیسٹ کوئی تصویر نہیں کھینچتی۔ لہٰذا اس میں تصویر کا کہیں پر کوئی وجود ہی نہیں ہوتا۔

(۳) ٹی وی مشین یا ویڈیو کیسٹ میں سامنے والی چیزوں (خواہ جاندار ہو یا بے جان) کی ریز یعنی شعاعیں محفوظ اور جذب ہو جاتی ہیں لیکن ان شعاعوں کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔ جس طرح آواز کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔

(۴) یہ شعاعیں اسی طرح غیر مرئی ہوتی ہیں جیسے آواز ایک غیر مرئی چیز ہے۔ آواز ٹیپ ریکارڈر کی کیسٹوں میں محفوظ ہوتی ہے مگر نہ دکھائی دیتی ہے نہ اسکی کوئی صورت ہوتی نہ اس کو چھو کر اور ٹٹول کر دیکھا جا سکتا۔

اسی طرح ٹی وی کی مشین اور ویڈیو کیسٹ میں محفوظ شعاعیں، نہ نظر آتی ہیں نہ ان کی کوئی صورت ہوتی، نہ انہیں چھو کر دیکھا جا سکتا ہے، نہ ٹٹولا جا سکتا ہے لیکن ان کا ایک حقیقی وجود بہر حال ہے۔ جو ٹی وی مشین یا ویڈیو کیسٹ میں محفوظ ہونے کی صورت میں ہے۔

یہاں احقر کی سمجھ میں ایک اور بات یہ آتی ہے کہ چونکہ یہ شعاعیں غیر مادی ہوتی ہیں اس لئے انہیں دیکھا جانا یا چھونا یا ان کی کوئی صورت بنانا ممکن نہیں کیونکہ جو چیزیں مجرد عن المادہ (وغیرہ مادی) ہوتی ہیں ان کی کیفیت یہی ہوتی ہے کہ ان کا وجود حقیقی ہوتا ہے لیکن دیکھا جانا ممکن نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہی چیز دیکھی جا سکتی ہے جو مادی ہو۔

اسی طرح اس کی کوئی صورت بھی ہوتی کیونکہ صورت کا تعلق بھی مادیات سے ہے فلسفہ کی کتابوں میں مجرد عن المادہ کی مثال میں نفس اور عقل کا تذکرہ آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں چیزیں غیر مرئی ہیں اور انکی کوئی صورت و شکل نہیں ہے۔

(۵) سینما میں دکھائے جانے والے فلمی فیتوں اور ویڈیو کیسٹ میں بہت بڑا فرق ہے فلمی فیتوں میں تصویر با قاعدہ نظر آتی ہے ہر کوئی دیکھ سکتا ہے اسے دیکھنے کے لئے نہ چشمہ کی ضرورت ہے نہ خوردبین کی۔ اسی فلمی فیتے کو پردہ پر چڑھا کر دکھایا جاتا ہے جبکہ ویڈیو کیسٹ میں تصویر کا سرے سے کوئی وجود نہیں ہوتا ان میں نہ صرف ریز (شعاعیں) ہوتی ہیں۔

(۶) کسی پروگرام کو جب مشین کے ذریعہ ٹی وی تک پہنچایا جاتا ہے یا ویڈیو کیسٹ کو ٹی وی سے بذریعہ مشین مربوط کر دیا جاتا ہے تو وہ شعاعیں تصویر میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور وہی تصویر دکھائی دیتی ہے جس کی شعاعیں تھیں۔

(جاری ہے)